آداب و اخلاق سے متعلق

صحیح احادیث

مُصنّف
حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ

مُترجم
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

اسلامک سروسز سوسائٹی

آداب و اخلاق سے متعلقہ

صحیح احادیث

مصنف

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ

مترجم

حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

اسلامک سروسز سوسائٹی

نام کتاب : آداب و اخلاق سے متعلقہ صحیح احادیث

زیر اہتمام : عثمان غنی شیخ

ناشر : کرامت اللہ شیخ

اسلامک سروسز سوسائٹی

A-179 احمد بلاک نیو گارڈن ٹاؤن

لاہور پاکستان، فون 35863199

کمپیوٹر ورک : ادارۂ فقہ الحدیث پبلیکیشنز

0300-4206199

www.fiqhulhadith.com
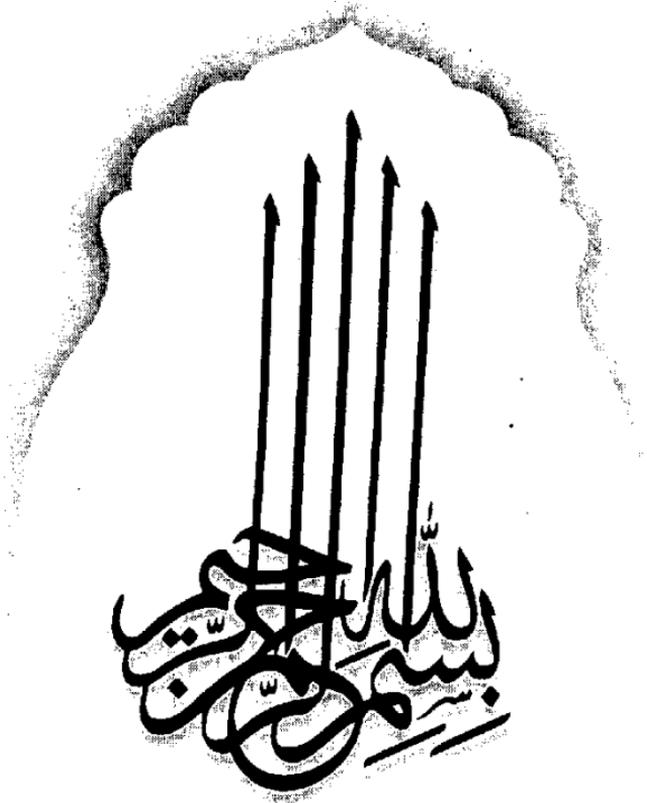
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ارشاد باری تعالیٰ

﴿وَمَا آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ [الحشر: ۷]

''جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے اس سے رُک جاؤ۔''

ادب کا بیان

(۱) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ: إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْهُ وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں: جب تو اسے ملے تو سلام کہے' جب وہ تجھے دعوت دے تو اسے قبول کرے' جب وہ تجھ سے خیر خواہی طلب کرے تو اس کی خیر خواہی کرے' جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو اس کے لیے یرحمک اللہ کہے' جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو۔'' [مسلم]

(۲) وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((انْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس شخص کی طرف دیکھو جو تم سے نیچے (غریب) ہے اور اس کی طرف نہ دیکھو جو تم سے اوپر (امیر) ہے' یہی زیادہ لائق ہے کہ تم اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو حقیر نہ سمجھو۔'' [بخاری، مسلم]

(۳) وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سِمْعَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ، فَقَالَ: ((الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور

گناہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تجھے ناپسند ہو کہ لوگوں کو اس کی اطلاع ہو۔'' [مسلم]

(٤) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الْآخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ مِنْ أَجْلِ أَنَّ ذَالِكَ يُحْزِنُهُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب تم تین ہو تو دو آدمی تیسرے سے الگ ہو کر آپس میں سرگوشی نہ کریں حتی کہ تم لوگوں کے ساتھ مل جاؤ کیونکہ یہ چیز اسے غمگین کرے گی۔'' [بخاری، مسلم۔ یہ لفظ مسلم کے ہیں۔]

(٥) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ، وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کو اس کی جگہ سے مت اٹھائے کہ پھر خود اس کی جگہ بیٹھ جائے لیکن کھل جاؤ اور کشادہ ہو جاؤ۔'' [بخاری، مسلم]

(٦) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ صاف نہ کرے حتی کہ اسے خود چاٹ لے یا کسی کو چٹا دے۔'' [بخاری، مسلم]

(٧) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِيُسَلِّمْ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ، وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((وَالرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''چھوٹا بڑے کو، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے زیادہ تعداد والوں کو سلام کہیں۔'' [بخاری، مسلم] مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ''اور سوار پیدل کو سلام کہے۔''

(۸) وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((یُجْزِیءُ عَنِ الْجَمَاعَةِ إِذَا مَرُّوا اَنْ یُسَلِّمَ اَحَدُهُمْ وَیُجْزِیءُ عَنِ الْجَمَاعَةِ اَنْ یَرُدَّ اَحَدُهُمْ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ الْبَیْهَقِیُّ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب کوئی جماعت کسی دوسری جماعت کے پاس سے گزرے تو ان میں سے کسی ایک آدمی کا سلام کر دینا اور دوسری جماعت میں سے کسی ایک آدمی کا جواب دے دینا کافی ہے۔'' [اسے احمد اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔]

(۹) وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : ((إِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلْ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْیَقُلْ لَهُ اَخُوْهُ : یَرْحَمُکَ اللّٰهُ، فَإِذَا قَالَ لَهُ : یَرْحَمُکَ اللّٰهُ، فَلْیَقُلْ لَهُ : یَهْدِیکُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ)) أَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ الحمد لله (تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے) کہے اور اس کا بھائی اس کے لیے یرحمک الله (اللہ تجھ پر رحم کرے) کہے اور جب وہ اس کے لیے یرحمک الله کہے تو وہ (جسے چھینک آئی ہے) کہے یهدیکم الله ویصلح بالکم (اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت درست فرمائے)۔ [بخاری]

(۱۰) وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَا یَشْرَبَنَّ اَحَدُکُمْ قَائِمًا)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی بھی ہرگز کھڑا ہو کر پانی نہ پیے۔'' [مسلم]

تشریح : اس حدیث میں موجود ممانعت کو تحریم پر محمول کرتے ہوئے اہل ظاہر نے کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینا حرام ہے۔ لیکن جمہور علما اسے کراہت پر محمول کرتے ہیں (یعنی کھڑے ہو کر پینا حرام نہیں بلکہ مکروہ ہے لہٰذا اگر کوئی کھڑے ہو کر پی لے تو اسے گناہ نہیں ہوگا) کیونکہ بعض دیگر احادیث میں نبی کریم ﷺ کے کھڑے ہو کر پانی پینے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔ [بخاری (۵۶۱۷)] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر بھی پانی پیا ہے۔ [ابو داود (۳۷۱۸)] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم عہد رسالت میں کھڑے کھڑے کھا پی لیا کرتے تھے۔ [ابن ماجۃ (۳۳۰۱)] جمہور کا مؤقف ہی راجح ہے۔ امام شوکانی ؒ اور حافظ ابن حجر ؒ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ [نیل الأوطار (۲۷۸/۵)]

(۱۱) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ ، وَلْتَكُنِ الْيُمْنَى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو پہلے دایاں جوتا پہنے اور جب اتارے تو پہلے بایاں اتارے اور دایاں جوتا پہننے میں پہلا اور اتارنے میں آخری ہو۔‘‘ [بخاری، مسلم]

(۱۲) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَا يَمْشِ اَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ وَلْيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا اَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’تم میں سے کوئی بھی ایک جوتے میں مت چلے، اسے چاہیے کہ دونوں اکٹھے پہنے یا دونوں اکٹھے اتارے۔‘‘ [بخاری، مسلم]

(۱۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائیں گے جس نے تکبر سے اپنا کپڑا لٹکایا۔'' [بخاری، مسلم]

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ (مردوں کے لیے) اپنے تہبند یا چادر کو ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر چلنا حرام ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں تکبر سے لٹکانے کی ممانعت ہے اور ہم تکبر سے نہیں لٹکاتے تو انہیں یہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے چادر لٹکانے کو ہی تکبر قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اپنی چادر نصف پنڈلی تک اٹھاؤ، اگر تم اسے نہ مانو تو پھر ٹخنوں تک (ضرور) اٹھاؤ اور چادر کو لٹکانے سے بچو کیونکہ بلاشبہ یہ عمل تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتا۔'' [ابوداود (۴۰۸۴)]

(۱۴) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیئے تو اپنے دائیں ہاتھ سے پیئے کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔'' [مسلم]

(۱۵) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلْ، وَاشْرَبْ، وَالْبَسْ، وَتَصَدَّقْ فِي غَيْرِ سَرَفٍ وَلَا مَخِيلَةٍ)) أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَعَلَّقَهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کھاؤ، پیو، پہنو اور صدقہ کرو لیکن اس میں اسراف اور تکبر نہ ہو۔'' [اسے ابوداود اور

احمد نے روایت کیا ہے اور بخاری نے اسے معلق بیان کیا ہے۔]

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حدِ اعتدال سے تجاوز اور تکبر حلال اشیاء کو بھی حرام بنا دیتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے کھانے، پینے اور پہننے کی تمام پاکیزہ اشیاء کو حلال قرار دیا ہے لیکن جب انسان ان میں حد سے تجاوز کرے مثلاً حد سے زیادہ کھائے پیئے یا صدقہ وخیرات کر کے یا خوبصورت اور قیمتی لباس پہن کر اکڑ کر متکبرانہ چال چلے تو یہ اشیاء حرام ہو جاتی ہیں۔ قرآن میں ہے کہ ﴿ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ﴾ [الأعراف : ۳۱] ''کھاؤ پیؤ اور اسراف نہ کرو۔'' چونکہ اللہ تعالیٰ کے ہر منع کردہ کام میں نقصان ضرور ہے اس لیے یہ دونوں عمل بھی نقصان سے خالی نہیں۔ اگر کوئی کھانے پینے میں اسراف کرے گا تو بیماریوں کا شکار ہو جائے گا اور جو ہر وقت اِتراتا پھرے گا وہ دوسروں کی نظروں میں قابل نفرت بن جائے گا اور آخرت میں عذاب الگ بھگتے گا۔

نیکی اور صلہ رحمی کا بیان

(۱۶) عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَحَبَّ اَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهٖ وَاَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)) أَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جسے پسند ہو کہ اس کے رزق میں فراخی کی جائے اور اس کی عمر دراز کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔'' [بخاری]

(۱۷) وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ)) يَعْنِي قَاطِعَ رَحِمٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''رشتہ داری توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' [بخاری، مسلم]

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلہ رحمی واجب اور قطع رحمی حرام ہے۔ قرآن میں ہے کہ ﴿ وَيَقْطَعُوْنَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ أَنْ يُّوْصَلَ ﴾ [الرعد : ۲۵] ''اور جن

تعلقات کو اللہ تعالیٰ نے ملانے کا حکم دیا ہے انہیں توڑتے ہیں۔'' ایک دوسری آیت میں ہے کہ ﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ، أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ ﴾ [محمد : ۲۲-۲۳] ''تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کردو اور رشتے ناطے توڑ ڈالو یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ناطہ عرش کے ساتھ معلق ہے اور کہتا ہے کہ جو مجھے ملائے اللہ اسے ملائے اور جو مجھے توڑے اسے اللہ اسے توڑے۔'' [بخاری (۵۹۸۹)] ایک روایت میں ہے کہ ہر جمعرات کو اولادِ آدم کے اعمال (اللہ کے حضور) پیش کیے جاتے ہیں اور قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔ [احمد (۴۸۴/۲)] ایک دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین آدمی جنت میں نہیں جائیں گے' ان میں سے ایک قطع رحمی کرنے والا ہے۔ [ابن حبان (۵۳۴۶-۶۱۳۷)] ان دلائل سے معلوم ہوا کہ قطع رحمی کبیرہ گناہ ہے اور قطع رحمی کرنے والا اللہ کا نافرمان اور ملعون ہے۔ جنت میں داخل نہ ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ ایسا مسلمان ابتدائی طور پر جنت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ اپنے گناہ کی سزا پاکر داخل ہوگا۔

(۱۸) وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ : عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ ، وَوَأْدَ الْبَنَاتِ ، وَمَنْعًا وَهَاتِ ، وَكَرِهَ لَكُمْ : قِيلَ وَقَالَ ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی' بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا' خود کچھ نہ دینا اور دوسروں سے مانگتے پھرنا حرام قرار دیا ہے اور فضول گفتگو' کثرتِ سوال اور اضاعتِ مال کو تمہارے لیے ناپسند کیا ہے۔'' [بخاری، مسلم]

(۱۹) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :

((رِضَى اللّٰهِ فِي رِضَى الْوَالِدَيْنِ وَسَخَطُ اللّٰهِ فِي سَخَطِ الْوَالِدَيْنِ)) أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَ الْحَاكِمُ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کی خوشنودی والدین کی خوشنودی میں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔'' [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔]

(۲۰) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُحِبَّ لِجَارِهِ أَوْ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے پڑوسی یا اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔'' [بخاری، مسلم]

تشریح : اس حدیث میں فتنہ وفساد سے بچنے اور معاشرتی امن وسکون قائم کرنے کا ایک فارمولا بتا دیا گیا کہ ہر انسان اپنے پڑوسی یا دوسرے مسلمان بھائیوں کے لیے بھی وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے' یعنی اگر وہ چاہتا ہے کہ اس کی عزت کی جائے تو دوسروں کی عزت کرے' اگر وہ چاہتا ہے کہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچائے تو وہ دوسروں کو نقصان نہ پہنچائے' اگر وہ چاہتا ہے کہ اس کے امن وامان کو کوئی تہ وبالا نہ کرے تو وہ دوسروں کے امن وامان کا بھی خیال رکھے وغیرہ وغیرہ۔ اگر تمام مسلمان اس فارمولے کو اپنا لیں تو پھر اس میں کوئی شک نہیں کہ سارا اسلامی معاشرہ امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے گا۔ نیز واضح رہے کہ اس حدیث میں جو ایمان کی نفی ہے اس کے متعلق علماء نے کہا ہے کہ اس سے مراد نفی کمال ہے یعنی جو شخص یہ کام نہیں کرتا ہے وہ مکمل مومن نہیں' ایسا نہیں کہ وہ شخص ایمان سے ہی خارج ہے۔

(۲۱) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ کہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔" میں نے عرض کیا' پھر کونسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی۔" میں نے عرض کیا' پھر کونسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کا مرتکب ہو۔" [بخاری، مسلم]

(۲۲) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ)) قِيْلَ: وَهَلْ يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ' يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَاهُ' وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔" دریافت کیا گیا کہ کیا کوئی آدمی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں وہ کسی آدمی کے باپ کو گالی دیتا ہے پھر وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور وہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے پھر وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔" [بخاری، مسلم]

(۲۳) وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ: يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کسی آدمی کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے رکھے' دونوں ملیں تو یہ اِس طرف منہ پھیر لے اور وہ اُس طرف اور ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔'' [بخاری، مسلم]

(۲۴) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ)) أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہر نیکی صدقہ ہے۔'' [بخاری]

(۲۵) وَعَنْ اَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا ' وَلَوْ اَنْ تَلْقَى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ))۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھو خواہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے بات کرنا ہی کیوں نہ ہو۔'' [مسلم]

تشریح : معلوم ہوا کہ صدقہ صرف مال خرچ کرنے کا نام نہیں بلکہ ہر نیکی کا کام صدقہ ہے خواہ وہ معمولی نوعیت کی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ اپنے بھائی کو خوشی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔ قرآن میں ہے کہ ﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ ﴾ [الزلزلة : ۷] ''جو ذرہ برابر بھی نیکی کرے وہ اسے (روزِ قیامت) دیکھ لے گا۔'' ایک دوسرا فرمان یوں ہے کہ ﴿ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴾ [البقرة : ۲۱۵] ''اور تم جو بھی بھلائی کرو اللہ تعالیٰ اسے جاننے والا ہے۔'' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے۔ لوگوں نے عرض کیا' اگر اس میں طاقت نہ ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنے ہاتھوں سے کام کر کے اپنے آپ کو نفع پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔'' لوگوں نے پھر عرض کیا کہ اگر وہ کام کرنے کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو؟ تو

آپ ﷺ نے فرمایا ”پھر کسی حاجت مند مظلوم کی مدد کرے۔“ انہوں نے کہا اگر وہ یہ کام بھی نہ کر سکے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”پھر وہ نیکی کا حکم دے۔“ انہوں نے کہا اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”پھر وہ برائی سے باز رہے یہی اس کے لیے صدقہ ہے۔“

[بخاری (۶۰۲۲)]

(۲۶) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَأَكْثِرْ مَاءَهَا وَتَعَاهَدْ جِيرَانَكَ)) أَخْرَجَهُمَا مُسْلِمٌ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جب تم شوربا پکاؤ تو اس کا پانی زیادہ کرلو اور اپنے ہمسائے کا خیال رکھو۔“ [مسلم]

(۲۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس شخص نے کسی مسلمان سے دنیاوی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ اس سے روزِ قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کردیں گے اور جو کسی تنگ دست پر آسانی کرے اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائیں گے اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کریں گے اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد کرتے رہتے ہیں جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔“ [مسلم]

(۲۸) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے (کسی کو) خیر و بھلائی کا راستہ دکھایا تو اسے بھی بھلائی کا کام کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔'' [مسلم]

(۲۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اسْتَعَاذَكُمْ بِاللّٰهِ فَأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِاللّٰهِ فَأَعْطُوهُ، وَمَنْ آتَى إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَادْعُوا لَهُ)) أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو تم سے اللہ کے نام پر پناہ مانگے اسے پناہ دو اور جو تم سے اللہ کے نام پر کسی چیز کا سوال کرے اسے عطا کرو اور جو تمہارے ساتھ کوئی نیکی کرے اسے پورا پورا بدلہ دو اور اگر تم (بدلہ دینے کے لیے کچھ) نہ پاؤ تو اس کے لیے دعا کر دو۔'' [بیہقی]

دنیا سے بے رغبتی اور تقویٰ کا بیان

(۳۰) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ۔ وَأَهْوَى النُّعْمَانُ بِإِصْبَعَيْهِ إِلَى أُذُنَيْهِ۔: ((إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ، لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ: كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَقَعَ فِيهِ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا (یہ کہتے ہوئے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلیوں کو کانوں کی طرف اٹھایا' مقصود یہ بتانا تھا کہ میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے۔) ''بلاشبہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی' ان دونوں کے

درمیان شبہات ہیں۔ لوگوں کی اکثریت انہیں نہیں جانتی۔ پس جو شبہات سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو شبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ گیا' اس چرواہے کی طرح جو کسی کی مخصوص چراگاہ کے اردگرد مویشی چراتا ہے' ممکن ہے کہ وہ اس میں داخل ہو جائیں۔ خبردار! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے' خبردار! اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں۔ خبردار! جسم میں ایک ٹکڑا ہے' جب وہ درست ہو جائے تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے' خبردار! وہ دل ہے۔'' [بخاری، مسلم]

(۳۱) وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيفَةِ ' إِنْ أُعْطِیَ رَضِیَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ)) أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' ہلاک ہو گیا دینار' درہم اور چادر کا (غلام) بندہ' اگر اسے دیا جائے تو راضی ہو جاتا ہے اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض۔'' [بخاری]

تشریح : عَبْدُ الدِّيْنَارِ دینار کا غلام' مراد ہے جسے دنیاوی مال ومتاع نے اپنا غلام بنا رکھا ہو اور اس کا دنیا میں جینے کا صرف ایک ہی مقصد ہو کہ مال و دولت کیسے کمایا جائے؟ عہدے کیسے حاصل کیے جائیں؟ بلند مقام و مرتبے تک کیسے پہنچا جائے؟ اور خوبصورت عورت کیسے حاصل کی جائے؟ الغرض اس کا مطمح نظر اور مرکزِ نگاہ صرف دنیا ہی ہو' جس بنا پر اس کی خوشی اور ناخوشی کا انحصار بھی ان اشیاء کے ملنے یا نہ ملنے پر ہی ہو۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی یہ صفت بیان کی ہے' فرمایا: ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِی الصَّدَقَاتِ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَ اِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ﴾ [التوبة : ۵۸] ''اور ان میں بعض لوگ ایسے ہیں کہ صدقات کی تقسیم میں تجھ پر طعن کرتے ہیں۔ اگر انہیں کچھ دے دیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر کچھ نہ دیا جائے تو فوراً ناراض ہو جاتے ہیں۔''

(۳۲) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْكِبِي، فَقَالَ: ((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ)) وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِسَقَمِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ۔ أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے پکڑ کر فرمایا ”دنیا میں ایسے رہ جیسے تو پردیسی یا راہ گزر مسافر ہے۔“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب صبح کرے تو شام کا انتظار نہ کر اور اپنی صحت سے بیماری کے لیے اور اپنی زندگی میں موت کے لیے (تیاری کر کے ضرور کچھ) حاصل کر لے۔ [بخاری]

(۳۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔“ [اسے ابوداود نے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔]

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسلمان اہل اسلام کو چھوڑ کر کفار و مشرکین کی مشابہت اختیار کرے گا، ان جیسی وضع قطع، عادات و اطوار اور رسوم و رواج اپنائے گا تو انہی میں سے شمار ہوگا، اس سے کفار کے ساتھ مشابہت کی حرمت ظاہر ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی کتاب **اقتضاء الصراط المستقيم** نہایت مفید ہے، اس میں انہوں نے کتاب و سنت اور آثارِ صحابہ سے ثابت کیا ہے کہ مسلمانوں پر کفار کی مشابہت حرام ہے۔

(۳۴) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ

يَوْمًا ' فَقَالَ : ((يَا غُلَامُ ' احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ ' احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ ' وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ ' وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَسَنٌ صَحِيحٌ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (سوار) تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے لڑکے! اللہ تعالیٰ کے (احکام کی) حفاظت کر وہ تیری حفاظت فرمائے گا' اللہ تعالیٰ کا دھیان رکھ تو اسے اپنے سامنے پائے گا اور جب تو سوال کرے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کر اور جب تو مدد مانگے تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ۔" [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے۔]

(۳۵) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ' دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِي اللّٰهُ وَأَحَبَّنِي النَّاسُ ' فَقَالَ : ((ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ ' وَازْهَدْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ وَغَيْرُهُ ' وَسَنَدُهُ حَسَنٌ ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تو دنیا سے بے رغبت ہو جا اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کریں گے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبت ہو جا تو لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔" [اسے ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔]

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ اور لوگوں کی محبت حاصل کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ دنیا سے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبت ہو جائے۔

دنیا سے بے رغبتی کا مطلب یہ ہے کہ انسان ان تمام اشیاء سے بے رغبت ہو جائے جن کا نفع صرف دنیا تک ہی محدود ہے' آخرت میں ان کا کوئی فائدہ نہیں جیسا کہ شیخ الاسلام

امام ابن تیمیہؒ نے زہد فی الدنیا کی یہی توضیح فرمائی ہے اور لوگوں کے پاس جو مال و متاع ہے یقیناً وہ انہیں محبوب ہے اور جو ان سے ان کی محبوب چیز مانگے گا یا اس کی حرص و طمع رکھے گا بلا شبہ وہ اس سے نفرت کریں گے' اس لیے لوگوں کی محبت حاصل کرنے کا نسخہ یہی ہے کہ لوگوں کے مال و متاع سے بے رغبتی اختیار کی جائے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لوگوں کی محبت حاصل کرنے کی تمنا و خواہش مستحب ہے۔ شیخ عبداللہ بسامؒ نے نقل فرمایا ہے کہ ایک دیہاتی نے پوچھا اہل بصرہ کا سردار کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا حسن بصریؒ۔ اس نے کہا وہ کیسے سردار بن گیا؟ انہوں نے کہا لوگ اس کے علم کے محتاج ہیں اور وہ ان کی دنیا سے مستغنی و بے نیاز ہے۔ [توضیح الاحکام (۳۷/۷)]

(۳۶) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''بلا شبہ اللہ تعالیٰ پرہیزگار' بے نیاز اور غیر معروف بندے کو پسند کرتا ہے۔'' [مسلم]

تشریح: اَلتَّقِيّ پرہیزگار' جو اللہ تعالیٰ کی سزا و عذاب سے ڈرتے ہوئے اس کے تمام منع کردہ کاموں سے پرہیز کرے اور اللہ تعالیٰ کے واجب کردہ کاموں پر عمل کرے۔ اَلْغَنِيّ بے نیاز' وہ شخص جس کا دل غنی ہو یعنی وہ غریب و محتاج ہونے کے باوجود بھی ہر اس چیز سے بے نیاز ہو جو لوگوں کے پاس ہے' اسے لوگوں کی چیزوں میں کوئی طمع و لالچ نہ ہو۔ اَلْخَفِيّ غیر معروف و گمنام' ایسا شخص جو خفیہ طور پر عبادات سرانجام دے اور ریاکاری و شہرت کے مقامات سے بچے جس باعث لوگوں کو اس کے حال کا علم نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندے سے محبت کرتے ہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی صفتِ محبت بھی ثابت ہوئی۔

(۳۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ' وَقَالَ: حَسَنٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' آدمی کے اسلام کی

خوبی اس کا لایعنی وفضول کاموں کو چھوڑ دینا ہے۔" [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے۔]

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان بندے کو چاہیے کہ دنیا میں ایسے کاموں میں ہی وقت ضائع نہ کرتا پھرے جو بے فائدہ ہیں بلکہ اسے یاد رکھنا چاہیے کہ اسے دنیا میں بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور آخرت کے امتحان میں کامیاب ہونے کے لیے بھرپور تیاری کرے۔ اس لیے اسے تمام بے فائدہ اقوال وافعال کو ترک کر کے صرف اُن کاموں کو ہی سرانجام دینا ہوگا جو اسے کل روزِ قیامت کامیابی کی منزل تک پہنچا دیں۔ امام ابن عبد البرؒ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے جامع کلمات کا نمونہ ہے یعنی الفاظ کم ہیں مگر معنی ومفہوم بہت زیادہ ہے۔

(۳۸) وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَا مَلَأَ ابْنُ آدَمَ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنِهِ)) أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَ حَسَّنَهُ.

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "آدم کے بیٹے نے اپنے پیٹ سے برا کوئی برتن نہیں بھرا۔" [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے۔]

(۳۹) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ، وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ)) أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ، وَسَنَدُهُ قَوِيٌّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تمام اولادِ آدم خطا کار ہے اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو بہت زیادہ توبہ کرنے والے ہیں۔" [اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند قوی ہے۔]

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی بھی انسان خطا سے مبرا نہیں، لیکن بہترین انسان وہ ہے جس سے جب خطا سرزد ہو تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لے۔ جیسا کہ قرآن

میں حضرت آدم اور حضرت یونس علیہما السلام کی توبہ کا ذکر ملتا ہے۔ گناہ کے بعد توبہ تائب ہونا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے' فرمانِ نبوی ہے کہ توبہ کرنے والے بندے سے اللہ تعالیٰ اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جس کی سواری جنگل میں گم ہو جائے پھر لمبے انتظار کے بعد اچانک وہ اس کے سامنے آ جائے اور وہ دم بخود ہو کر خوشی سے پکار اٹھے کہ اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔ [مسلم (۲۷۴۷)] توبہ کرنے والے کا گناہ اللہ تعالیٰ اس طرح مٹا دیتے ہیں جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ [ابن ماجہ (۴۲۵۰)] اور قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سچی توبہ کرنے والے کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ [الفرقان: ۷۰] واضح رہے کہ جو شخص گناہ کے بعد توبہ کی بجائے اس گناہ پر ہی مصر رہتا ہے تو وہ شیطان کا پیروکار ہے اور اس کا انجام بھی اسی کے ساتھ ہوگا۔

برے اخلاق سے ڈرانے کا بیان

(٤٠) وَعَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِی يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بہادر وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو پالے۔'' [بخاری، مسلم]

(٤١) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ظلم روزِ قیامت اندھیروں کا باعث ہے۔'' [بخاری، مسلم]

(٤٢) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَإِنَّهُ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ظلم سے بچو کیونکہ ظلم روز قیامت تاریکیوں کا باعث ہے اور بخیلی سے بچو کیونکہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا۔'' [مسلم]

تشریح : اس حدیث سے ظلم کے ساتھ ساتھ بخیلی ولالچ کی بھی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ قرآن میں ہے کہ ﴿ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ [الحشر : ۹] ''اور جو شخص اپنے نفس کی بخیلی وحرص سے بچالیا گیا تو یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔'' ایک اور فرمان یوں ہے کہ ﴿ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾ [الحشر : ۹] ''اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لیے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لیے نہایت بدتر ہے' عنقریب روز قیامت یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے۔'' ایک فرمانِ نبوی یوں ہے کہ ''شدید بخیلی و کنجوسی نے تم سے پہلے لوگوں کو خون بہانے اور حرام کاموں کو حلال کرنے پر آمادہ کر دیا تھا۔'' [مسلم (۲۵۸۷)] ایک روایت میں ہے کہ ''انسان میں بدترین خصلت شدید بخیلی ہے۔'' [ابوداود (۲۵۱۱)] بخیلی کی اس قدر مذمت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں بخیلی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑتے تھے۔ [بخاری (۲۸۲۲)]

(۴۳) وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ : الرِّيَاءُ)) أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سب سے زیادہ میں تم پر جس چیز سے خائف ہوں وہ شرک اصغر یعنی ریا کاری ہے۔'' [اسے احمد نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔]

(٤٤) وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''منافق کی تین علامات ہیں؛ جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرے۔'' [بخاری، مسلم]

(٤٥) وَلَهُمَا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: ((وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ))۔

اور صحیحین میں ہی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث میں (اتنا اضافہ) ہے کہ ''اور جب جھگڑے تو گالی گلوچ کرے۔''

(٤٦) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مسلمان کو گالی دینا نافرمانی ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔'' [بخاری، مسلم]

(٤٧) وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيثِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''گمان سے بچو کیونکہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے۔'' [بخاری، مسلم]

تشریح: یہاں گمان سے مراد ہے برا گمان۔ بعض اہل علم نے ظن کو تہمت کے معنوں میں لیا ہے کیونکہ انسان اپنے دل میں بلاسبب کسی کے بارے میں برے خیالات لاتا رہتا ہے اور بالآخر اسے زبان سے نکال بھی دیتا ہے جبکہ اس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا

اور یہی تہمت ہے کہ کسی پر ایسا الزام لگانا جو اس میں نہ ہو۔ اسے سب سے جھوٹی بات بھی اسی لیے کہا گیا ہے کہ یہ تہمت کے مشابہ ہے اور تہمت کبیرہ گناہ ہے۔ علامہ زمخشریؒ نے گمان کی چار اقسام بیان کی ہیں جو کہ عمدہ تقسیم ہے:① حرام : اللہ تعالیٰ سے برا گمان رکھنا یا ایسے شخص سے برا گمان رکھنا جس کی عدالت و دیانت ظاہر ہو۔② واجب: اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا۔③ مستحب: جس کا تقویٰ و پرہیز گاری ظاہر ہو اس سے اچھا گمان رکھنا۔④ مباح : جس میں فسق کی علامات ظاہر ہو جائیں۔

(٤٨) وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا" اللہ تعالیٰ جسے کسی رعایا کا حاکم مقرر فرما دے اور اسے اس حال میں موت آئے کہ وہ اپنی رعایا سے خیانت کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔" [بخاری، مسلم]

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حکام و امراء پر عوام کو دھوکہ دینا اور ان کے حقوق غصب کرنا حرام و کبیرہ گناہ ہے اور ایسے حکام پر جنت حرام ہے۔ اس لیے اگر کوئی حاکم و امیر چاہتا ہے کہ اسے جنت میں داخلہ مل جائے تو وہ اپنی رعایا کے مکمل حقوق ادا کرے' ان پر ظلم و زیادتی نہ کرے' ان سے ناانصافی نہ کرے' ان پر ناجائز ٹیکسوں کا بوجھ نہ ڈالے' انہیں دہشت گردوں اور لٹیروں سے تحفظ فراہم کرے وغیرہ وغیرہ۔ اگر وہ رعایا میں نظامِ عدل کو فروغ دے گا اور بہر حال انصاف کا دامن نہیں چھوڑے گا تو پھر اس کے لیے یہ بشارت بھی ہے کہ روزِ قیامت جب کسی چیز کا سایہ نہیں ہوگا تو اللہ تعالیٰ جن سات آدمیوں کو اپنے سائے میں سے سایہ عطا فرمائیں گے' ان میں سے ایک عادل حکمران بھی ہوگا۔ [بخاری (٦٦٠)]

(٤٩) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَللّٰهُمَّ مَنْ

وَلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِی شَیْئًا فَشَقَّ عَلَیْھِمْ فَاشْقُقْ عَلَیْهِ)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے اللہ! میری امت میں سے جو شخص کسی کام کا ذمہ دار بنا اور پھر اس نے ان پر مشقت ڈالی تو تو اس پر مشقت ڈال۔'' [مسلم]

(۵۰) وَعَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((إِذَا قَاتَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَجْتَنِبِ الْوَجْهَ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی لڑائی کرے تو چہرے (پر مارنے) سے بچے۔'' [بخاری، مسلم]

(۵۱) وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَوْصِنِی، قَالَ : ((لَا تَغْضَبْ)) فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ : ((لَا تَغْضَبْ)) أَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! مجھے وصیت فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''غصہ نہ کر۔'' اس نے کئی بار سوال دہرایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ ''غصہ نہ کر۔'' [بخاری]

(۵۲) وَعَنْ خَوْلَةَ الْاَنْصَارِیَّةِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((إِنَّ رِجَالًا یَتَخَوَّضُوْنَ فِی مَالِ اللّٰہِ بِغَیْرِ حَقٍّ فَلَھُمُ النَّارُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) أَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا '' کچھ لوگ اللہ کے مال میں ناحق دخل اندازی کے مرتکب ہوتے ہیں روزِ قیامت ان کے لیے آگ ہے۔'' [بخاری]

(۵۳) وَعَنْ اَبِی ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ۔ فِیمَا یَرْوِی عَنْ رَبِّهٖ ۔ قَالَ : ((یَا عِبَادِی، إِنِّی حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِی وَجَعَلْتُهُ بَیْنَکُمْ مُحَرَّمًا

فَلَا تَظَالَمُوا)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن اُمور کے متعلق روایت کیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم حرام کیا ہے اور تمہارے مابین بھی اسے حرام قرار دیا ہے لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔'' [مسلم]

(٥٤) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ؟)) قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ)) قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ: ((إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا' اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' تیرا ایسی چیز کے ساتھ اپنے بھائی کا ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔'' دریافت کیا گیا کہ بتلایئے اگر جو میں کہہ رہا ہوں وہ میرے بھائی میں موجود ہو (تو کیا پھر بھی یہ غیبت ہے)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' اگر تم جو کہہ رہے ہو وہ اس میں موجود ہے تو یقیناً تم نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ اس میں موجود نہیں تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔'' [مسلم]

تشریح : اس حدیث میں غیبت اور بہتان کا ذکر ہے۔ غیبت کی حرمت اور اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر اجماع ہے جیسا کہ امام قرطبیؒ نے نقل فرمایا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے غیبت سے منع کرتے ہوئے اسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔ [الحجرات: ۱۲] کیونکہ جیسے مردہ کا گوشت کھایا جائے تو وہ اپنا دفاع نہیں کر سکتا اسی طرح جب اپنے بھائی کی غیبت کی جائے اور اس کی عزت پر حملہ کیا جائے تو وہ بھی اپنا دفاع نہیں کرسکتا۔ واضح رہے کہ اہل علم نے چھ اُمور کو غیبت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ ان میں غیبت جائز ہے۔ ① مظلوم کو ظالم کے پیچھے اس کے خلاف بات

کرنے کا حق ہے۔ ② برائی کو روکنے کی غرض سے کسی سے مدد مانگتے ہوئے برائی بیان کی جاسکتی ہے۔ ③ فتویٰ طلب کرتے وقت مفتی کے سامنے کسی کا نقص وعیب بیان کیا جاسکتا ہے۔ ④ مسلمانوں کو کسی شخص کے شر سے بچانے کے لیے اس کی برائی بیان کرنا درست ہے۔ ⑤ جو شخص اعلانیہ فسق وفجور کا ارتکاب کرے اور اپنے جرم کو چھپانے کی ضرورت ہی محسوس نہ کرے اس کا جرم بیان کیا جاسکتا ہے۔ ⑥ جو (عیب دار) نام کسی کی پہچان بن چکا ہو اور اس کے بغیر اس کی معرفت ممکن نہ ہو مثلاً اندھا اور لنگڑا وغیرہ تو یہ الفاظ کسی کے پیچھے استعمال کیے جاسکتے ہیں۔

(٥٥) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا، الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ: لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هَاهُنَا ـ وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ـ بِحَسْبِ امْرِىءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک دوسرے پر حسد نہ کرو، خریدنے کی نیت کے بغیر بولی لگا کر قیمت نہ بڑھاؤ، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو، ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ تو وہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے رسوا کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ اپنے سینے کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔ آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لیے حرام ہے، اس کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت۔" [مسلم]

(٥٦) وَعَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:

((اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِیْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ وَ الْاَدْوَاءِ)) أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ ' وَ اللَّفْظُ لَهُ۔

حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے ''اے اللہ! مجھے برے اخلاق' برے اعمال' بری خواہشات اور بری بیماریوں سے بچالے۔'' [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور یہ لفظ اسی کے ہیں۔]

(۵۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِیْءِ مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''گالی گلوچ کرنے والے دو آدمی جو کچھ کہیں (اس کا گناہ) پہل کرنے والے پر ہے جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔'' [مسلم]

(۵۸) وَعَنْ اَبِیْ صِرْمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ ضَارَّ مُسْلِمًا ضَارَّهُ اللّٰهُ ' وَمَنْ شَاقَّ مُسْلِمًا شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ حَسَّنَهُ۔

حضرت ابوصرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچائی اللہ تعالیٰ اسے تکلیف پہنچائے گا اور جس نے کسی مسلمان کو مشقت میں ڈالا اللہ تعالیٰ اسے مشقت میں ڈالے گا۔'' [اسے ابوداود اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔]

(۵۹) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیْءَ)) أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَ صَحَّحَهُ۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ بدزبان اور فحش گو انسان سے نفرت کرتا ہے۔'' [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔]

(٦٠) وَلَهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ـ رَفَعَهُ: ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيءِ)) وَحَسَّنَهُ، وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ، وَرَجَّحَ الدَّارَقُطْنِيُّ وَقْفَهُ۔

اور ترمذی میں ہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ ''مومن بہت زیادہ طعن کرنے والا، بہت زیادہ لعنت ملامت کرنے والا اور فحش گوئی کرنے والا اور بدزبان نہیں ہوتا۔'' [ترمذی نے اسے حسن جبکہ حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور دارقطنی نے اس کے موقوف ہونے کو ہی ترجیح دی ہے۔]

(٦١) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا)) أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مُردوں کو گالی مت دو کیونکہ وہ اس تک پہنچ چکے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا۔'' [بخاری]

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردوں کو گالی گلوچ کرنا جائز نہیں کیونکہ اس سے اس کے لواحقین کو تکلیف پہنچتی ہے جس باعث لڑائی جھگڑے کا بھی خدشہ ہے۔ البتہ زندہ کافروں کو ذلیل ورسوا کرنے کی غرض سے انہیں گالی دینا جائز ہے جیسا کہ حدیبیہ کے موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا ''جاؤ لات کی شرمگاہ چوسو کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر فرار کی راہ اختیار کرلیں گے۔'' [بخاری: کتاب الشروط: باب الشروط فی الجهاد]

(٦٢) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' [بخاری، مسلم]

(٦٣) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَفَّ غَضَبَهُ كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهُ)) أَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے اپنے غصے کو روک لیا اللہ تعالیٰ اس سے اپنا عذاب روک لے گا۔'' [طبرانی اوسط]

(٦٤) وَلَهُ شَاهِدٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عِنْدَ ابْنِ أَبِي الدُّنْيَا۔

اور اس کا ایک شاہد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے۔

(٦٥) وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَلَا بَخِيلٌ وَلَا سَيِّءُ الْمَلَكَةِ)) أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَفَرَّقَهُ حَدِيثَيْنِ، وَفِي إِسْنَادِهِ ضُعْفٌ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''دھوکہ باز، بخیل اور بداخلاق جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور الگ الگ دو احادیث کی صورت میں بیان کیا ہے اور اس کی سند میں ضعف ہے۔]

(٦٦) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَسَمَّعَ حَدِيثَ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، صُبَّ فِي أُذُنَيْهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) يَعْنِي: الرَّصَاصَ۔ أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو لوگوں کی بات سننے کی کوشش کرے اور وہ اسے ناپسند کرتے ہوں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ ڈالا جائے گا۔'' آنک سے مراد سیسہ ہے۔ [بخاری]

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خفیہ طور پر کوشش کر کے کسی کی باہمی بات چیت سننا، جسے سننا وہ ناپسند کرتے ہوں، حرام ہے کیونکہ ایسی سخت وعید کسی حرام کام پر ہی ہو سکتی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی کے کان میں کسی کی پوشیدہ بات از خود پڑ جائے تو وہ اس

وعید میں داخل نہیں کیونکہ حدیث میں تکلف سے باتیں سننے والے پر وعید کا ذکر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی آدمی سے گفتگو فرما رہے تھے کہ سعید مقبری بھی ان کے قریب کھڑے ہو گئے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں دھکا دیا اور فرمایا جب دو آدمی الگ ہو کر باتیں کر رہے ہوں تو ان کی باتیں مت سنو' یہ جائز نہیں۔ [مسند احمد (۵۹۴۹)]
علاوہ ازیں اس سے اہل علم نے یہ بھی اخذ کیا ہے کہ جب دو باتیں کرنے والوں کی خفیہ باتیں سننا اس قدر شدید ہے تو بلند جگہوں سے دوسروں کے گھروں میں جھانکنا اور ان کی پردے کی چیزیں دیکھنا' جسے دیکھنا وہ ناپسند کرتے ہیں' کس قدر عظیم گناہ ہے۔

(٦٧) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((طُوْبَى لِمَنْ شَغَلَهُ عَيْبُهُ عَنْ عُيُوْبِ النَّاسِ)) أَخْرَجَهُ الْبَزَّارُ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس شخص کے لیے خوش خبری ہے جسے اس کا اپنا عیب لوگوں کے عیب تلاش کرنے سے روکے رکھے۔" [اسے بزار نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔]

(٦٨) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَعَاظَمَ فِيْ نَفْسِهِ، وَ اخْتَالَ فِيْ مِشْيَتِهِ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور اکڑ کر چلے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر غضب ناک ہوگا۔"
[اسے حاکم نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔]

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فخر و تکبر اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ واضح رہے کہ تکبر دو طرح کا ہوتا ہے ایک اپنے آپ کو دل میں بڑا جاننا اور دوسرا ظاہری طور پر اکڑے رہنا' اپنی چال ڈھال اور گفتگو وغیرہ کے ذریعے بڑا پن ظاہر کرتے رہنا۔ یہ دونوں قسمیں ہی مذکورہ

حدیث میں موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہیں۔ قرآن میں ہے کہ ﴿ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ﴾ [الاسراء : ۳۷] ''اور زمین میں اکڑ کر نہ چل کہ نہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ لمبائی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتا ہے۔'' ایک دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ﴾ [القصص : ۸۳] ''یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لیے بناتے ہیں جو زمین میں بلندی اور فساد نہیں چاہتے۔'' شیطان نے بھی تکبر کی وجہ سے ہی آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تھا اور پھر کافروں میں سے قرار پایا تھا۔ قارون کو بھی اللہ تعالیٰ نے تکبر کی وجہ سے ہی اس کے تمام خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبر کو جہنمیوں کی صفت قرار دیا ہے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ [مسلم (۹۱)] ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی تکبرانہ چال چل رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔ [بخاری (۵۷۸۹)] اسی طرح ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''عزت میرا ازار اور تہبند میری چادر ہے اور جو ان میں سے کوئی بھی مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اسے عذاب دوں گا۔'' [مسلم (۲۶۲۰)]

(۶۹) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((الْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ)) أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ ، وَقَالَ : حَسَنٌ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔'' [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے۔]

(۷۰) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّ اللَّعَّانِينَ لَا يَكُونُونَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یقیناً بہت زیادہ لعنت

کرنے والے روزِ قیامت نہ تو شفاعت کرنے والے ہوں گے اور نہ ہی گواہی دینے والے۔" [مسلم]

(٧١) وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: ((وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَهُ ثُمَّ وَيْلٌ لَهُ)) أَخْرَجَهُ الثَّلَاثَةُ وَإِسْنَادُهُ قَوِيٌّ۔

حضرت بھز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو جھوٹی باتیں سنا کر لوگوں کو خوش کرتا ہے ہلاکت ہے اس کے لیے پھر ہلاکت ہے اس کے لیے۔" [اسے تینوں نے روایت کیا ہے اور اس کی سند قوی ہے۔]

(٧٢) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض (قابل نفرت) شخص وہ ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔" [مسلم]

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معاملات میں شدت اختیار کرنا اور لڑائی جھگڑے میں انتہائی سخت رویہ اپنانا اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ ناپسند ہے۔ واضح رہے کہ یہاں مراد ایسا شخص ہے جو ناحق لڑائی جھگڑا کرتا ہے کیونکہ اپنے حق کے حصول اور غلبہ اسلام کے لیے جھگڑا کرنا قابل مذمت نہیں بلکہ بالاتفاق قابل تعریف ہے۔

اچھے اخلاق کی ترغیب کا بیان

(٧٣) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيقًا، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ

الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سچ کو لازم پکڑو کیونکہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور گناہ آتشِ جہنم کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے حتی کہ اللہ کے ہاں بھی کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔'' [بخاری، مسلم]

(۷۴) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''گمان سے بچو کیونکہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے۔'' [بخاری، مسلم]

(۷۵) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا لَنَا بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا، قَالَ: ((فَأَمَّا إِذَا أَبَيْتُمْ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ)) قَالُوا: وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ: ((غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔'' صحابہ نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! ہماری مجلسوں کے بغیر ہمارا گزارہ نہیں کیونکہ ہم ان میں بات چیت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر تم نہیں مانتے تو راستے کا حق ادا کرو۔'' صحابہ نے عرض کیا' اس کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''نظر نیچی رکھنا'

تکلیف نہ دینا' سلام کا جواب دینا' نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا۔'' [بخاری، مسلم]

(۷۶) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر و بھلائی کا ارادہ فرما لیتے ہیں اسے دین میں سمجھ عطا فرما دیتے ہیں۔'' [بخاری، مسلم]

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین کی سمجھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر و بھلائی کے ارادے کی علامت ہے' یعنی جسے اللہ تعالیٰ نے دین کی سمجھ عطا فرمائی ہے اس کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتے ہیں اور جسے یہ سمجھ عطا نہیں فرمائی اس کے ساتھ بھلائی نہیں چاہتے۔ واضح رہے کہ تفقہ فی الدین سے مراد مکمل شریعت اسلامیہ کا علم ہے خواہ اس کا تعلق عقائد سے ہو یا عبادات و معاملات سے اور فقہ کی جو یہ تعریف کی جاتی ہے کہ ((اَلْعِلْمُ بِالْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ الْعَمَلِيَّةِ الْمُكْتَسَبَةِ مِنْ أَدِلَّتِهَا التَّفْصِيلِيَّةِ)) ''شریعت کے عملی مسائل کو ان کے تفصیلی دلائل کے ساتھ جاننا۔'' یہ محض فقہاء کی اپنی ایک جدید اصطلاح ہے اس کا شرع سے کوئی تعلق نہیں۔ یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ دینی علم کا نفع مرنے کے بعد بھی انسان کو حاصل ہوتا رہتا ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ مرنے کے بعد انسان کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین کے' ان میں سے ایک یہ ہے کہ'' مرنے والا ایسا علم چھوڑ جائے جس سے نفع اٹھایا جاتا ہو۔'' [مسلم (۱۶۳۱)] جیسے کوئی شرعی مسائل و احکام پر مشتمل کتاب تصنیف کر جائے یا لوگوں کو دین پڑھا جائے اور بعد میں وہ لوگ اسے آگے پھیلانے کے لیے کوشاں ہوں تو اس پہلے شخص کو مرنے کے بعد بھی اس کا اجر ملتا رہے گا۔ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ خود بھی دین سیکھنے کی کوشش کرے اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی سکھائے۔

(۷۷) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا

مِنْ شَيْءٍ فِي الْمِيزَانِ أَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ)) أَخْرَجَهُ أَبُودَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں۔'' [اسے ابوداود اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔]

(۷۸) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حیاء ایمان کا حصہ ہے۔'' [بخاری، مسلم]

تشریح : یہ حدیث مکمل یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری آدمی کے پاس سے گزرے وہ اپنے بھائی کو حیاء کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا (کہ حیاء کی وجہ سے کیوں اپنا نقصان کر رہے ہو' اتنی بھی حیاء اچھی نہیں وغیرہ) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اسے چھوڑ دو' حیاء تو ایمان کا حصہ ہے۔'' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیاء ایمان کا حصہ ہے' کیونکہ حیاء انسان کو گناہوں کے ارتکاب اور واجبات ترک کرنے سے روکتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ''حیاء صرف خیر ہی لاتی ہے۔'' ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''حیاء ساری کی ساری خیر ہی ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک روایت میں ہے کہ آپ مخصوص حجرے میں موجود کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے۔'' واضح رہے کہ جو حیاء قابل تعریف ہے وہ ایسی حیاء ہے جو معاصی سے روکے' لیکن جو حیاء نیکیوں اور واجبات پر عمل سے ہی روک دے مثلاً اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ سے یا اہل علم سے شرعی مسائل واحکام دریافت کرنے سے شرم محسوس ہو تو یہ حیاء قابل مذمت ہے قابل تعریف نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ بہترین عورتیں انصار کی عورتیں ہیں کیونکہ انہیں دین کے

مسائل سیکھنے سے حیاء نہیں روکتی۔[ابن ماجہ (۶۴۲)]

(۷۹) وَعَنْ اَبِی مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولٰی : إِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ)) أَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بلاشبہ لوگوں نے پہلی نبوت کے کلام میں سے جو کچھ پایا ہے اس میں سے یہ بھی ہے کہ جب تو حیاء نہ کرے تو جو چاہے کر۔'' [بخاری]

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیاء کے متعلق یہ بات پہلی امتوں میں بھی مسلم رہی ہے کہ جب حیاء نہ رہے تو پھر انسان جو چاہے کرتا پھرے۔یعنی حیاء ہی وہ چیز ہے جو انسان کو گناہوں سے روکے رکھتی ہے اگر انسان سے حیاء ہی ختم ہو جائے تو پھر اس کے پاس برائیوں سے روکنے والی کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔

(۸۰) وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَاَحَبُّ إِلَی اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیفِ، وَفِی کُلٍّ خَیْرٌ، احْرِصْ عَلٰی مَا یَنْفَعُکَ، وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَلَا تَعْجَزْ، وَإِنْ اَصَابَکَ شَیْءٌ فَلَا تَقُلْ : لَوْ اَنِّی فَعَلْتُ کَذَا کَانَ کَذَا وَکَذَا وَلٰکِنْ قُلْ : قَدَرُ اللّٰهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطَانِ)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''طاقتور مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمزور مومن سے بہتر اور زیادہ پسندیدہ ہے۔ہر مومن میں ہی خیر ہے۔اس چیز کی حرص کر جو تجھے نفع دے، صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ، عاجز بن کر مت بیٹھ اور اگر تجھے کوئی (نقصان دہ) چیز پہنچے تو یوں نہ کہہ اگر میں اس طرح کرتا تو اس طرح اور اس طرح ہوتا لیکن یوں کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے (اسی طرح) تقدیر میں لکھا تھا اور اس نے جو چاہا کر دیا، یقیناً لَوْ یعنی

اگر (کالفظ) شیطان کا عمل شروع کر دیتا ہے۔'' [مسلم]

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر ہے۔اگر چہ کمزور مومن بھی خیر سے خالی نہیں کیونکہ اسے ایمان کی دولت حاصل ہے مگر طاقتور مومن کو اس لیے بہتر کہا گیا ہے کیونکہ وہ دینی احکام پر قوت کے ساتھ عمل کر سکتا ہے' بطورِ خاص امر بالمعروف' نہی عن المنکر اور جہاد فی سبیل اللہ جیسے فرائض کو کمزور کی بہ نسبت زیادہ احسن طریقے سے انجام دے سکتا ہے۔اس حدیث میں نفع بخش اشیاء کی حرص رکھنے کی بھی ترغیب ہے۔نفع بخش اشیاء سے مراد وہ اشیاء ہیں جو دنیا وآخرت میں فائدہ دینے والی ہوں۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نفع بخش اشیاء صرف حرص وطمع رکھنے سے ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاص مدد اور حوصلہ وہمت کرنے سے ہی حاصل ہوں گی' اس لیے ایسی اشیاء کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد بھی طلب کرنا ہوگی اور ہمت سے بھی کام لینا ہوگا۔رسول اللہ ﷺ عاجز بن کر بیٹھنے سے یوں پناہ مانگا کرتے تھے ﴿ **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَ الْکَسَلِ** ﴾ ''اے اللہ! میں عاجزی اور سستی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' [بخاری: کتاب الجہاد والسیر] نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نقصان پہنچ جائے تو یہ کہنا کہ اگر میں یوں کرتا تو یوں ہوتا یا یوں نہ ہوتا وغیرہ' درست نہیں بلکہ یوں کہنا چاہیے ﴿ **قَدَّرَ اللّٰهُ وَ مَا شَاءَ فَعَلَ** ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے (اسی طرح) تقدیر میں لکھا تھا اور اس نے جو چاہا کر دیا۔'' البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ''اگر'' کا لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے' تو اہل علم نے ان میں تطبیق اس طرح دی ہے کہ اگر تقدیر کا انکار مقصود نہ ہو تو اس لفظ کا استعمال درست ہے بصورتِ دیگر نہیں۔

(۸۱) **وَعَنْ عِیَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :**
((اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰی لَا یَبْغِیَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ وَلَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تواضع اختیار کرو حتی کہ کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر فخر کرے۔'' [مسلم]

(٨٢) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِيهِ بِالْغَيْبِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے اپنے (مسلمان) بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے چہرے سے آگ ہٹالیں گے۔'' [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے۔]

(٨٣) وَلِأَحْمَدَ مِنْ حَدِيثِ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَحْوَهُ۔

اور مسند احمد میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے اسی طرح مروی ہے۔

تشریح: اس حدیث میں غیبت سے روکنے والے مسلمان کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ واضح رہے کہ جس طرح غیبت کرنا حرام ہے اسی طرح غیبت سے نہ روکنا اور اسے سننا بھی حرام ہے۔ قرآن میں ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ زبان کے اعمال کا حساب لیں گے اسی طرح کانوں اور آنکھوں کے اعمال کا بھی محاسبہ کریں گے۔ ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کی مدد کرنا فرض ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ جب بھی کسی مسلمان کی عدم موجودگی میں اس کی عزت پر حملہ ہو تو دوسرے مسلمان پر اس کا دفاع واجب ہے۔ اسی طرح وہ روایت بھی اس کی مؤید ہے جس میں ہے کہ تم میں سے جو کوئی بھی برائی دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے روکے......'' [ابن ماجہ (۴۰۱۳)]

(٨٤) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ

تَعَالَى)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''صدقہ کسی مال کو کم نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے کی وجہ سے بندے کی عزت ہی بڑھاتا ہے اور جو کوئی بھی اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند کر دیتا ہے۔'' [مسلم]

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ اس کے تین مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت ڈال دیتے ہیں اور پھر وہ اپنے تھوڑے مال سے اتنا فائدہ اٹھاتا ہے جتنا زیادہ مال سے بھی نہ اٹھاتا۔ دوسرا یہ کہ صدقہ کے ذریعے حاصل ہونے والا ثواب اس کے مال کی کمی پوری کر دیتا ہے اور تیسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے اس مال کے عوض اور مال دیتا ہے حتیٰ کہ بعض اوقات اس سے بھی بڑھا کر دیتا ہے جیسا کہ قرآن میں یہ وضاحت موجود ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معاف کرنے سے عزت بڑھتی ہے کیونکہ برابر بدلہ لینے کے جواز کے باوجود معاف کر دینے والا شخص لوگوں کے دلوں میں مقام حاصل کر لیتا ہے جس سے وہ لوگوں میں معزز بن جاتا ہے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ اسے عزت و شرف سے نوازیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تواضع اختیار کرنے والا شخص اگرچہ اپنی نظر میں تو چھوٹا ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کی نظر میں بہت بلند بنا دیتے ہیں۔

(۸۵) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ ، وَصِلُوا الْأَرْحَامَ ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)) أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے لوگو! سلام پھیلاؤ، رشتہ داریاں ملاؤ، کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔'' [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔]

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مذکورہ چار اعمال موجباتِ جنت ہیں۔ پہلے تین اعمال لوگوں سے متعلقہ اور آخری اللہ تعالیٰ سے متعلقہ ہے۔ اس سے یہ اخذ کیا گیا ہے کہ اگر لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق درست ہو گیا تو جنت میں داخلہ یقینی ہے۔ سلام کو عام کرنے کا طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ ہر مسلمان کو سلام کرو خواہ اس سے تعارف ہو یا نہ۔ صلہ رحمی کی بھی بڑی فضیلت واہمیت ہے' اس کا تفصیلی بیان پیچھے گزر چکا ہے۔ کھانا کھلانے میں واجب اور مستحب اخراجات دونوں ہی شامل ہیں یعنی جن کی کفالت انسان کے ذمہ واجب ہے مثلاً بیوی بچے وغیرہ اور جن کی کفالت واجب نہیں مثلاً مہمان' مسافر' سائل' یتیم اور مسکین وغیرہ۔ قرآن میں اہل ایمان کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ ''وہ مال کی محبت کے باوجود مسکین' یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔'' جب لوگ سوئے ہوں تو نماز ادا کرنا بھی بڑا باعثِ فضیلت ہے۔ قرآن میں متقین کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''وہ رات کو کم سوتے ہیں اور سحری کے اوقات میں استغفار کرتے ہیں۔'' ایک دوسرے مقام پر ہے کہ ''ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں وہ اپنے پروردگار کو خوف اور لالچ سے پکارتے ہیں۔''

(۸۶) وَعَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الدِّينُ النَّصِيحَةُ)) ثَلَاثًا ' قُلْنَا : لِمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : ((لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''دین خیر خواہی کا نام ہے۔ آپ ﷺ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ ہم نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! یہ خیر خواہی کس کے لیے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ کے لیے' اس کی کتاب کے لیے' اس کے رسول کے لیے' مسلمانوں کے ائمہ کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔'' [مسلم]

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین نصیحت وخیر خواہی کا نام ہے۔ اللہ کے لیے خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا جائے' اس کی توحید کا اقرار کیا جائے اور اس

کے مقابلے میں کسی کو شریک نہ کیا جائے وغیرہ۔ اللہ کی کتاب کے لیے خیر خواہی سے مراد ہے اس پر ایمان لانا' اس کی تصدیق کرنا' اس کے اوامر پر عمل اور نواہی سے اجتناب کرنا' اسے ذریعۂ علم سمجھنا اور اسے آگے پھیلانے کی کوشش کرتے رہنا وغیرہ۔ اللہ کے رسول کے لیے خیر خواہی سے مراد ہے اس کی تصدیق کرنا' اس کے دوستوں سے دوستی اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا' اس کی بتائی ہوئی تعلیمات پر عمل کرنا اور انہیں دوسروں تک پہنچانا وغیرہ۔ مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ تمام اچھے کاموں میں ان کی اطاعت کرنا اور جب تک وہ نماز کا نظام قائم رکھیں اور کسی واضح کفر کے مرتکب نہ ہوں ان کے خلاف بغاوت نہ کرنا اور ان کی ہدایت کے لیے دعائیں کرتے رہنا وغیرہ اور عام مسلمانوں کے لیے خیر خواہی کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے دل میں ان کے لیے محبت رکھنا' ان کی اصلاح کی کوشش کرنا' یہ تمنا رکھنا کہ انہیں خیر و بھلائی نصیب ہو اور ان سے برائی دور ہو اور ان کی دنیا و آخرت کی کامیابی کے لیے کوشاں رہنا وغیرہ۔

(۸۷) وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ)) أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سب سے زیادہ جو چیز جنت میں داخل کرے گی وہ اللہ کا تقویٰ اور اچھا اخلاق ہے۔" [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔]

تشریح : اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور اچھا اخلاق اپنانے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ تقویٰ سے مراد ہے اوامر پر عمل اور نواہی سے اجتناب۔ متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ مشکلات و مصائب سے نجات اور رزقِ حلال کے حصول کا ذریعہ ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ایسا نور پیدا فرما دے گا جس کے ذریعے وہ حق

و باطل میں تمیز کر سکے گا۔ اچھے اخلاق کے متعلق پیچھے بیان گزر چکا ہے۔

(۸۸) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((الْمُؤْمِنُ مِرْآةُ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ)) أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مومن اپنے مومن بھائی کا آئینہ ہے۔'' [اسے ابوداود نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔]

تشریح : اس حدیث میں ایک مومن کو دوسرے مومن کے لیے آئینہ قرار دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جیسے آئینہ اپنے دیکھنے والے کے محاسن و نقائص بغیر کسی کمی بیشی کے صرف اسی کے سامنے خاموشی سے ظاہر کرتا ہے' اسی طرح ایک مومن بھی اپنے بھائی کو اس کے محاسن کے ساتھ ساتھ اس کے نقائص سے بھی خبردار کرتا ہے تاکہ وہ اپنی اصلاح کر سکے اور اس کے نقائص صرف اسی کے سامنے ظاہر کرتا ہے کسی دوسرے کو نہیں بتاتا' چغلی و غیبت کا مرتکب نہیں ہوتا' اسی طرح اسے خاموشی سے بتا دیتا ہے اسے ذلیل و رسوا کرنے کے لیے لوگوں میں شور نہیں مچاتا۔

(۸۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((الْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ خَيْرٌ مِنَ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ)) أَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَهْ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ ' وَهُوَ عِنْدَ التِّرْمِذِيِّ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يُسَمِّ الصَّحَابِيَّ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ مومن جو لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتا ہے اور ان کی تکلیف پر صبر کرتا ہے اس سے بہتر ہے جو لوگوں سے میل جول نہیں رکھتا اور نہ ہی ان کی تکلیف پر صبر کرتا ہے۔'' [اسے ابن ماجہ نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ روایت ترمذی میں بھی ہے مگر اس نے صحابی کا نام نہیں لیا۔]

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنا' ان کے دکھ سکھ میں

شریک ہونا' انہیں نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اور پھر اس سلسلے میں ان کی طرف سے دی جانے والی تکلیفوں پر صبر کرنا تنہائی اور گوشہ نشینی کی زندگی سے افضل ہے۔ البتہ اہل علم کا کہنا ہے کہ بعض اوقات لوگوں سے الگ رہنا ہی افضل ہوتا ہے جبکہ لوگوں کے ساتھ رہنے سے کسی فتنہ میں مبتلا ہونے' گناہوں میں ملوث ہونے یا ان کی اذیتوں پر صبر نہ کر سکنے وغیرہ کا اندیشہ ہو' بعض احادیث میں جو دنیا سے کنارہ کشی کی ترغیب ہے اس کا یہی مفہوم ہے۔

(٩٠) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ صَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ! جیسے تو نے میری تخلیق خوب اچھی بنائی ہے اسی طرح میرے اخلاق کو بھی اچھا بنا۔" [اسے احمد نے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے صحیح کہا ہے۔]

تشریح : اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بہترین صورت پر انسان کی تخلیق فرمائی ہے۔ قرآن میں ہے کہ ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾ [التين : ٤] "یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا فرمایا ہے۔" ایک دوسرے مقام پر ہے کہ ﴿وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ﴾ [التغابن : ٣] "اس نے تمہاری صورتیں بنائیں اور بہت اچھی بنائیں۔" انسان خواہ کسی بھی رنگ و نقش کا ہو وہ دیگر مخلوقات سے بہت بہتر بنایا گیا ہے اس لیے اسے چاہیے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اور ساتھ ہی ایمان وایقان اور اچھے اوصاف وخصائل کے حصول کی بھی دعا کرتا رہے کیونکہ صورت جیسی بھی ہو کامیابی ونجات کا دارومدار تو انہی خصائل پر ہے۔ علاوہ ازیں جن روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ دیکھتے وقت مذکورہ بالا دعا مانگا کرتے تھے' وہ ضعیف ہیں۔

ذکر اور دعا کا بیان

(۹۱) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَی: اَنَا مَعَ عَبْدِی مَا ذَکَرَنِی وَتَحَرَّکَتْ بِی شَفَتَاهُ)) أَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَهْ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ، وَذَکَرَهُ الْبُخَارِیُّ تَعْلِیقًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا رہتا ہے اور میرے لیے اس کے ہونٹ حرکت میں رہتے ہیں۔'' [اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے اور بخاری نے اسے تعلیقاً ذکر فرمایا ہے۔]

(۹۲) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ عَمَلًا أَنْجَی لَهُ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰهِ)) أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِی شَیْبَةَ وَالطَّبَرَانِیُّ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''آدم کے بیٹے کا کوئی عمل ذکر الٰہی سے بڑھ کر اسے عذاب الٰہی سے نجات دینے والا نہیں۔'' [اسے ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔]

تشریح: ان احادیث میں اللہ کے ذکر کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ جو شخص اللہ کے ذکر میں مصروف رہتا ہے ایک تو اسے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی معیت (یعنی نصرت، حفاظت اور اعانت وغیرہ) نصیب رہتی ہے اور دوسرے یہ کہ قیامت کے روز یہی ذکر اس کے لیے جہنم سے چھٹکارے کا ذریعہ بن جائے گا۔ اسی باعث رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ کے ذکر میں ہی مشغول رہا کرتے تھے۔ قرآن میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ خود کو ذکر الٰہی میں مصروف رکھو۔ رسول اللہ ﷺ نے ذکر کرنے والے کو زندہ اور ذکر نہ کرنے والے کو مردہ قرار دیا ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اسلام کے احکام

بہت ہیں' مجھے ایسی بات بتائیے میں جس میں ہر وقت لگا رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے۔'' ذکر کی فضیلت میں ایک حدیثِ قدسی یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''میں اپنے مومن بندے کے اس خیال کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں جو وہ میرے بارے میں رکھتا ہے اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ پوشیدہ طور پر میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی پوشیدہ طور پر اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ کسی جماعت میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر (فرشتوں کی) جماعت میں کرتا ہوں۔'' اسی طرح ذکر کی فضیلت میں یہ فرمانِ نبوی بھی قابل ذکر ہے کہ ''کیا میں ایسا عمل نہ بتاؤں جو بہترین ہو اور تمہارے بادشاہ (یعنی اللہ) کے نزدیک زیادہ اجر والا ہو اور تمہارے درجات بلند کرنے والا ہو اور تمہارے لیے سونا چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہو اور تمہارے لیے اس سے بھی بہتر ہو کہ تم اپنے دشمنوں سے لڑائی کرو' تم ان کی گردنوں کو تہہ تیغ کرو اور وہ تمہاری گردنوں کو اڑائیں۔'' صحابہ کرام نے عرض کیا' ضرور بتائیں۔ آپ نے فرمایا ''وہ اللہ کا ذکر ہے۔''

(۹۳) وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِیْهِ' اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ' وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهُ)) اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو قوم بھی کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتی ہے تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں' انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس موجود فرشتوں میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔'' [مسلم]

تشریح : اس روایت کی تفصیل ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''بلاشبہ اللہ کی جانب سے کچھ زائد فرشتے مقرر ہیں جو (زمین میں) چلتے پھرتے رہتے ہیں' ذکر کی مجلسیں تلاش کرتے رہتے ہیں' جب کسی مجلس کو پا لیتے ہیں جس میں اللہ کا ذکر ہو رہا ہو تو

وہ ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور انہیں اپنے پروں کے ساتھ ڈھانپ لیتے ہیں حتیٰ کہ ان سے لے کر آسمانِ دنیا تک کی فضا کو بھر دیتے ہیں۔ جب ذکر کرنے والے اٹھ جاتے ہیں تو فرشتے آسمان کی جانب چڑھ جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ ان سے دریافت کرتا ہے' تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم زمین سے تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں' وہ تیری پاکیزگی بیان کرنے میں مصروف تھے' تیری عظمت و کبریائی کا اقرار کر رہے تھے' تیری توحید بیان کر رہے تھے' تیری بزرگی اور تیری تعریف بیان کر رہے تھے اور تجھ سے سوال کر رہے تھے۔ اللہ دریافت کرتا ہے کہ وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کر رہے تھے؟ وہ جواب دیتے ہیں' وہ تجھ سے تیری جنت کا سوال کر رہے تھے۔ اللہ دریافت کرتا ہے' کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں' نہیں اے ہمارے پروردگار! اللہ دریافت کرتا ہے' اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے پناہ طلب کر رہے تھے۔ اللہ دریافت کرتا ہے' وہ کس چیز سے میری پناہ طلب کر رہے تھے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ دوزخ سے تیری پناہ طلب کر رہے تھے۔ اللہ دریافت کرتا ہے' کیا انہوں نے میری دوزخ دیکھی ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں' نہیں۔ اللہ دریافت کرتا ہے' ان کا کیا حال ہوتا اگر وہ میری دوزخ کو دیکھ لیتے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ وہ تجھ سے مغفرت طلب کر رہے تھے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ فرماتا ہے' میں نے انہیں بخش دیا' میں نے انہیں وہ چیز عطا کر دی جس کا انہوں نے سوال کیا اور میں نے انہیں اس چیز سے پناہ دے دی جس سے انہوں نے پناہ مانگی۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''فرشتے کہتے ہیں کہ ان میں فلاں انسان خطا کار تھا' بس وہ تو وہاں سے گزر رہا تھا کہ ان میں بیٹھ گیا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی معاف کر دیا (اس مجلس والے) ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بدقسمت نہیں ہے۔''

معلوم ہوا کہ مجالسِ ذکر کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے اہلِ ذکر کی مجالس میں شریک ہونے اور اللہ تعالیٰ کو ان کی اطلاع دینے کی غرض سے

زمین میں پھرتے رہتے ہیں۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ مجالسِ ذکر سے مراد ہماری مروجہ مجالس نہیں جن میں شرکیہ نعتیں یا صرف اللہ اللہ یا اللہ ھو وغیرہ کا ہی بار بار ذکر کیا جاتا ہے کیونکہ یہ ذکر تو بے معنی اور خلافِ شرع ہے' بلکہ ان سے مراد ایسی مجالس ہیں جن میں یا تو وہی اذکار وتسبیحات پڑھی جائیں جو عہدِ رسالت میں پڑھی جاتی تھیں یا جن میں کتاب وسنت کا وعظ وغیرہ کیا جائے یا جن میں درس وتدریس اور تعلیم وتعلم وغیرہ کا سلسلہ جاری ہو۔

(۹۴) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا قَعَدَ قَوْمٌ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ ' وَقَالَ : حَسَنٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کوئی قوم کسی ایسی مجلس میں نہیں بیٹھتی جس میں انہوں نے نہ اللہ کا ذکر کیا اور نہ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا تو وہ مجلس روزِ قیامت ان کے لیے باعثِ حسرت ہو گی۔'' [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے۔]

(۹۵) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص دس مرتبہ یہ کلمات کہے کہ

((مَنْ قَالَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ' بِيَدِهِ الْخَيْرُ ' يُحْيِي وَ يُمِيتُ ' وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ' عَشْرَ مَرَّاتٍ ' كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَعِيلَ))

''اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اس کے لیے تمام تعریف ہے' اسی کے ہاتھ میں خیر و بھلائی ہے' وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

وہ اس شخص کی مانند ہو گا جس نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار شخص آزاد کیے۔''

[بخاری، مسلم]

تشریح : اس روایت سے مذکورہ کلمات کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ان کے متعلق ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو دن میں سو بار یہ کلمات کہے گا اسے دس گردنیں آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا' اس کے نامہ اعمال میں سو نیکیاں ثبت ہو جائیں گی' سو برائیاں مٹا دی جائیں گی' وہ دن بھر شیطان سے حفاظت میں رہے گا اور کوئی شخص اس کے عمل سے بہتر عمل نہیں لائے گا البتہ وہ شخص جس نے اس سے زیادہ عمل کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ عرفہ کے روز رسول اللہ ﷺ اور پہلے نبیوں نے جو سب سے بہتر کلمات کہے وہ یہی تھے۔ مذکورہ بالا روایت میں اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے غلاموں کی آزادی کا ذکر اس لیے ہے کیونکہ اولاد اسماعیل خاندانی شرافت میں دوسروں سے بڑھ کر ہے' اس لیے ان کے غلام آزاد کرنا بھی افضل ہے۔

(٩٦) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ قَالَ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ ' حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ (پاک ہے اللہ اپنی تعریف کے ساتھ) کہا اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی ہوں۔" [بخاری، مسلم]

تشریح : اس حدیث سے مذکورہ کلمہ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ اس سے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اہل علم نے کہا ہے کہ ان گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں کبیرہ نہیں کیونکہ کبیرہ گناہ تو صرف توبہ کے ساتھ ہی معاف ہوتے ہیں البتہ بعض نے کہا ہے کہ اگر کسی کے صغیرہ گناہ نہ ہوں صرف کبیرہ ہی ہوں تو امید ہے کہ اس کلمہ کی برکت سے اُن میں بھی تخفیف کر دی جائے گی۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

وَبِحَمْدِهِ کہے اس کے لیے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگ جاتا ہے۔ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام کے وقت سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ کہتا ہے قیامت کے دن کوئی شخص اس سے افضل کلمات نہیں لائے گا البتہ وہ شخص جس نے اس طرح کلمات کہے یا اس سے زائد کلمات کہے۔

(۹۷) وَعَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَتْ : قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ، لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا ''میں نے تیرے بعد چار ایسے کلمے ادا کیے ہیں کہ اگر اِن کا تیرے اب تک کہے گئے کلمات سے موازنہ کیا جائے تو اِن کا وزن زیادہ ہو جائے (وہ کلمے یہ ہیں:)''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ'' اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ اپنی مخلوق کی تعداد' اپنے نفس کی رضا' اپنے عرش کے وزن اور اپنے کلمات کی سیاہی کے برابر۔'' [مسلم]

تشریح : مکمل حدیث یوں ہے کہ نبی کریم ﷺ صبح کی نماز کے بعد اُم المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے نکلے' اس وقت وہ اپنی جائے نماز میں بیٹھی ذکر میں مصروف تھیں۔ پھر آپ ﷺ دوپہر کے قریب واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ وہیں بیٹھی ہیں' یہ دیکھ کر فرمایا ''میں نے تمہیں جس حالت میں چھوڑا تھا تم ابھی اسی حالت میں بیٹھی (ذکر میں مصروف) ہو؟'' انہوں نے عرض کیا' جی ہاں۔تو آپ ﷺ نے مذکورہ بالا ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہارے بعد...... اس روایت سے مذکورہ بالا کلمات کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کلمہ جتنا زیادہ افضل ہوگا روزِ قیامت ترازو میں اس کا وزن بھی اتنا ہی

زیادہ ہوگا۔ نیز اس روایت میں چونکہ ان کلمات کا کوئی خاص وقت متعین نہیں اس لیے یہ کسی وقت بھی پڑھے جاسکتے ہیں۔

(۹۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "باقی رہنے والے اچھے کلمات (یہ ہیں):

((اَلْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ ، وَاللَّهُ اَكْبَرُ ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ))

"اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، اللہ پاک ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت صرف اللہ ہی کی توفیق و مدد کے ساتھ ہے۔" [اسے نسائی نے روایت کیا ہے اور ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔]

تشریح : اَلْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ باقی رہنے والے نیک اعمال، ان سے مراد ایسے اعمال ہیں جن کا اجر وثواب عامل کے لیے ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ ویسے تو ہر نیک عمل ہی باقیات صالحات میں شامل ہے لیکن ان کلمات کو بطورِ خاص اس لیے باقیات صالحات کہا گیا ہے کیونکہ ان میں ایمان باللہ کا ذکر ہے جو کہ ہر عمل کی بنیاد ہے اور جس کے بغیر کوئی بھی عمل قابل قبول نہیں۔ لَا حَوْلَ کے متعلق اہل علم کا کہنا ہے کہ حَوْل کا معنی ہے حرکت اور حیلہ یعنی اللہ کی توفیق کے بغیر نہ کوئی حرکت کرنے کی طاقت ہے اور نہ ہی کوئی حیلہ اور بعض نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں مگر صرف اللہ کی توفیق سے ہی۔

(۹۹) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((اَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ اَرْبَعٌ ، لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ : سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ اَكْبَرُ)) أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کا

پسندیدہ کلام چار کلمے ہیں، تو ان میں سے جس کے ساتھ بھی ابتدا کرے تجھے نقصان نہیں پہنچے گا۔ (وہ کلمے یہ ہیں:) "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ" "اللہ پاک ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔" [مسلم]

(۱۰۰) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ، أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، زَادَ النَّسَائِيُّ ((وَلَا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ))۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا "اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں؟ (وہ یہ کلمہ ہے:) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ "نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے اور نہ گناہ سے بچنے کی قوت مگر صرف اللہ کی مدد و توفیق سے ہی۔" [بخاری، مسلم] نسائی نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ "اللہ کے علاوہ کہیں جائے پناہ نہیں۔"

تشریح: اس حدیث سے کلمہ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ اہل علم نے کہا ہے کہ اس کلمہ کی اس قدر فضیلت اس لیے ہے کیونکہ اس کا کہنے والا اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکا لیتا ہے اور اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ ہر کام کی طاقت دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اسے خزانہ اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ جو اس کی پابندی کرے گا اور بکثرت یہ کلمہ کہتا رہے گا اس کے لیے اللہ تعالیٰ نہایت عمدہ بدلہ جنت میں ذخیرہ کر دیں گے۔

(۱۰۱) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ)) رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بلاشبہ دعا ہی عبادت

ہے۔“ [اسے چاروں نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے صحیح کہا ہے۔]

(۱۰۲) وَلَهُ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ رَفَعَهُ : ((لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ)) وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَ الْحَاكِمُ۔

اور ترمذی میں ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ معزز کوئی چیز نہیں۔“ [اسے ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔]

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا ہی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو عبادت کے لیے ہی پیدا فرمایا ہے۔ اس لیے اسے بکثرت دعائیں کرنی چاہیے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”تمہارے رب کا فرمان سرزد ہو چکا ہے کہ مجھ سے دعا کرتے رہو‘ میں تمہاری دعاؤں کو قبول کرتا ہوں‘ یقیناً جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔“ ایک حدیث میں ہے کہ ”جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اس پر اللہ تعالیٰ غضبناک ہو جاتے ہیں۔“ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے رہنا چاہیے۔ ”دعا عبادت ہے“ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو مشکل کشائی کے لیے پکارنا شرک فی العبادۃ ہے جو کبھی معاف نہیں ہوگا۔ فرمانِ نبوی ہے کہ ”جو شخص فوت ہوا اور وہ اللہ کے علاوہ کسی اور شریک کو پکارتا تھا‘ وہ آتش جہنم میں داخل ہو گا۔“ علاوہ ازیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز چیز دعا ہے۔ دعا کی فضیلت میں یہ فرمانِ نبوی بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ ”تقدیر کو کوئی چیز نہیں بدل سکتی سوائے دعا کے اور عمر میں کوئی چیز اضافہ نہیں کر سکتی سوائے نیکی (یعنی احسان واطاعت) کے۔“ نیز ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ”یقیناً دعا ایسی آفات کہ جو نازل ہو چکی ہیں اور ایسی کہ جو ابھی نازل نہیں ہوئیں سب کے لیے فائدہ مند ہے‘ اس لیے اے اللہ کے بندو! دعا کو لازم پکڑو۔“

(۱۰۳) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((الدُّعَاءُ بَيْنَ

الْاَذَانِ وَالْإِقَامَةِ لَا يُرَدُّ)) أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَغَيْرُهُ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَغَيْرُهُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔'' [اسے نسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے اور ابن حبان وغیرہ نے اسے صحیح کہا ہے۔]

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان اور اقامت کا درمیانی وقفہ قبولیتِ دعا کا وقت ہے اس لیے اس وقت میں زیادہ دعا کی کوشش وجستجو کرنی چاہیے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ نے ہر وقت کے متعلق ہی فرمایا ہے کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا' لیکن کچھ اوقات کو بطورِ خاص ذکر فرمایا ہے کہ ان میں قبولیت کا امکان زیادہ ہے جن میں سے ایک وقت تو مذکورہ حدیث میں ہے اور اور بعض اوقات کا ذکر چند دیگر احادیث میں ہے مثلاً ماہِ رمضان، شب قدر، رات کا آخری حصہ، حالتِ سجدہ، فرض نمازوں کے بعد، دورانِ جنگ، زمزم کا پانی نوش کرتے وقت، نزولِ بارش کے وقت اور دورانِ حج وعمرہ وغیرہ۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اگر دعا میں خلوص نہ ہو یا دعا کرنے والا حرام کھاتا پیتا ہو تو پھر اس کی دعا ہرگز قبول نہیں ہوگی خواہ وہ شب قدر میں خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر ہی کیوں نہ دعا کرے۔

(١٠٤) وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ اَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا)) أَخْرَجَهُ الْأَرْبَعَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بلاشبہ تمہارا رب حیادار کرم والا ہے جب اس کا بندہ اس کی جانب (دعا کے لیے) اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ اپنے بندے سے شرم کرتا ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی واپس لوٹائے۔'' [اسے ابوداود، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔]

(١٠٥) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سید الاستغفار (دعا) یہ ہے کہ بندہ یوں کہے:

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّی لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِی وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ ، اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِی فَاغْفِرْ لِی فَاِنَّهُ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ))

''اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں اپنی طاقت کے مطابق تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں' میں تیرے ذریعے سے اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کا میں نے ارتکاب کیا' میں تیرے سامنے تیرے انعام کا اقرار کرتا ہوں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں لہٰذا تو مجھے معاف کر دے' حقیقت یہ ہے کہ گناہوں کو تیرے سوا کوئی بھی معاف نہیں کر سکتا۔'' [بخاری]

تشریح : اس حدیث کے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے اس دعا کی فضیلت یہ بیان فرمائی ہے کہ ''جو شخص یقین کی حالت میں دن کو یہ دعا پڑھے اور اسی دن شام سے پہلے فوت ہو جائے تو وہ جنت میں جائے گا اور جو شخص یقین کی حالت میں رات کو یہ دعا پڑھے اور پھر اسی رات صبح سے پہلے فوت ہو جائے تو جنت میں جائے گا۔'' قرآن میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر استغفار کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ توبہ واستغفار کرنے والے لوگ ہی اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں لے جائے اور ایسے لوگ لے آئے جو گناہ کریں' پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں تو اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے۔'' ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں دن میں سو (100) مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔'' جب نبی کریم ﷺ کی یہ حالت تھی جن کے تمام گناہ بخش دیئے گئے تھے تو ہماری کیا حالت ہونی چاہیے جن کے گناہوں کا کوئی شمار ہی نہیں۔ بکثرت استغفار کرنے والے کے متعلق ایک روایت میں ہے کہ جسے یہ پسند ہے کہ اس کا نامہ اعمال

اسے خوش کر دے تو اسے بکثرت استغفار کرنا چاہیے۔

(۱۰۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات صبح اور شام کے وقت کبھی نہیں چھوڑتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَسْاَلُکَ الْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَاَهْلِي وَمَالِي ' اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَآمِنْ رَوْعَاتِي ' وَاحْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي ' وَاَعُوذُ بِعَظَمَتِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي))

''اے اللہ! بے شک میں تجھ سے اپنے دین' اپنی دنیا' اپنے اہل وعیال اور اپنے مال میں عافیت کا سوال کرتا ہوں' اے اللہ! میرے عیبوں پر پردہ ڈال دے اور میری گھبراہٹوں کو امن دے' اے اللہ! میرے سامنے سے' میرے پیچھے سے' میری دائیں طرف سے' میری بائیں طرف سے اور میرے اوپر سے میری حفاظت فرما اور میں تیری عظمت کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے نیچے سے اچانک ہلاک کر دیا جاؤں۔'' [اسے نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔]

(۱۰۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَعُوذُ بِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِکَ وَفُجَائَةِ نِقْمَتِکَ وَجَمِيعِ سَخَطِکَ))

''اے اللہ! بے شک میں تجھ سے تیری نعمت کے زائل ہو جانے' تیری عافیت کے پھر جانے' تیرے اچانک عذاب اور تیری ہر طرح کی ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں۔'' [مسلم]

(۱۰۸) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے کہ:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَعُوذُ بِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ))

''اے اللہ! میں تجھ سے قرض کے غلبے اور دشمن کے غلبے اور (میرے نقصان پر) دشمنوں کے خوش ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' [اسے نسائی نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔]

(۱۰۹) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، الْأَحَدُ الصَّمَدُ، الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ سَأَلَ اللّٰهَ بِاسْمِهِ الَّذِي إِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى وَإِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ)) أَخْرَجَهُ الْأَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس واسطے سے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، تو اکیلا و بے نیاز ہے، جس نے نہ کسی کو جنا نہ وہ خود جنا گیا اور نہ ہی کوئی اس کا شریک و ہمسر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کے اس نام کے ساتھ سوال کیا ہے کہ جب اس کے ساتھ سوال کیا جائے تو وہ عطا کرتا ہے اور جب اس کے ساتھ دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے۔'' [اسے چاروں نے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔]

(۱۱۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَصْبَحَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ النُّشُورُ)) وَإِذَا أَمْسَى قَالَ مِثْلَ ذَالِكَ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ)) أَخْرَجَهُ الْأَرْبَعَةُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کرتے تو کہتے ((اللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ النُّشُورُ)) ''اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ ہم نے صبح کی اور تیرے نام کے ساتھ ہم نے شام کی اور

تیرے ہی نام کے ساتھ ہم زندہ ہیں اور تیرے ہی نام کے ساتھ ہم مریں گے اور تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے۔" اور جب شام کرتے تو اسی کی مثل کہتے الا کہ (آخر میں) یوں کہتے ((وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ)) "اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔" [اسے چاروں نے روایت کیا ہے۔]

(۱۱۱) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: ((رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا سب سے زیادہ کیا کرتے تھے کہ ((رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) "اے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی حسنات سے نواز اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرمانا اور ہمیں آتشِ جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ۔" [بخاری، مسلم]

(۱۱۲) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي جِدِّي وَهَزْلِي وَخَطَئِي وَعَمْدِي، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ))

"اے اللہ! مجھے بخش دے میری خطا، میری جہالت، میرے معاملے میں میرا حد سے گزرنا اور جسے تو مجھ سے بھی زیادہ جانتا ہے۔ اے اللہ! مجھے بخش دے میرے سنجیدگی سے کیے ہوئے، میرے مذاق سے کیے ہوئے، میرے غیر ارادی طور پر اور ارادتاً کیے ہوئے (سب) گناہ اور جو کچھ بھی مجھ سے سرزد ہوا۔ اے اللہ! مجھے بخش دے جو گناہ میں نے پہلے کیے، جو بعد میں کیے، جو چھپا کر کیے اور جو ظاہر کر کے کیے اور جو تو مجھ سے بھی زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی

پہلے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔“ [بخاری، مسلم]

(۱۱۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے کہ

((اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِي ' وَاَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي ' وَاَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي إِلَيْهَا مَعَادِي ' وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ ' وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ))

”اے اللہ! میرا دین درست فرمادے جو میرے معاملے کو بچانے کا ذریعہ ہے اور میری دنیا درست فرمادے جس میں میری معاش ہے اور میری آخرت درست فرمادے جس کی طرف میرا لوٹنا ہے اور میری زندگی کو ہر خیر و بھلائی میں اضافے کا باعث بنادے اور میری موت کو ہر شر سے راحت کا ذریعہ بنادے۔“ [مسلم]

(۱۱٤) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ : ((اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي ' وَارْزُقْنِي عِلْمًا يَنْفَعُنِي)) رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ ((اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي ' وَارْزُقْنِي عِلْمًا يَنْفَعُنِي)) ”اے اللہ! تو نے جو مجھے علم عطا فرمایا ہے اس سے مجھے نفع پہنچا اور مجھے وہ علم عطا فرما جو مجھے نفع دے اور مجھے نفع بخش علم عطا فرما۔“ [اسے نسائی اور حاکم نے روایت کیا ہے۔]

(۱۱۵) وَلِلتِّرْمِذِيِّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَحْوَهُ ' وَقَالَ فِي آخِرِهِ : ((وَزِدْنِي عِلْمًا ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ ' وَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ)) وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے البتہ اس کے آخر میں اتنا اضافہ ہے کہ ((وَزِدْنِي عِلْمًا ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ ' وَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ

النَّارِ)) ''اور میرے علم میں اضافہ فرما۔ ہر حال میں تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے اور میں جہنمیوں کے حال سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔'' [اس کی سند حسن ہے۔]

(۱۱۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ دعا سکھائی:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَسْاَلُکَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ ' مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ ' وَاَعُوذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ ' مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ ' اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَسْاَلُکَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَکَ عَبْدُکَ وَنَبِيُّکَ ' وَاَعُوذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهِ عَبْدُکَ وَنَبِيُّکَ ' اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَسْاَلُکَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ ' وَاَعُوذُ بِکَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ ' وَاَسْاَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهُ لِي خَيْرًا))

''اے اللہ! میں تجھ سے جلدی ملنے والی یا دیر سے ملنے والی ہر طرح کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں' جسے میں جانتا ہوں یا نہیں جانتا اور میں جلدی آنے والے یا دیر سے آنے والے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں' جس کا مجھے علم ہے یا نہیں ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس چیز کی خیر کا سوال کرتا ہوں جس کا تیرے بندے اور تیرے نبی نے تجھ سے سوال کیا اور میں اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس سے تیرے بندے اور تیرے نبی نے پناہ مانگی۔ اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا اور (ہر) اس قول وعمل کا سوال کرتا ہوں جو اس کے قریب کر دے اور میں آتشِ جہنم سے اور (ہر) اس قول وعمل سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو اس کے قریب کر دے اور میں تجھ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ تو ہر وہ فیصلہ جو میرے حق میں کر چکا ہے اسے میرے لیے بہتر بنا دے۔

[اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔]

(۱۱۷) وَأَخْرَجَ الشَّيْخَانُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ ' خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ' ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ))۔

اور بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " دو کلمے ایسے ہیں جو رحمان کو بڑے محبوب' زبان پر بہت ہلکے اور میزان میں نہایت وزنی ہیں (اور وہ یہ ہیں) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ یعنی اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ' اللہ پاک ہے عظمت والا۔"

☆......☆......☆

زیر نظر کتاب دراصل حافظ ابن حجرؒ کی معروف کتاب **بلوغ المرام** کا ایک حصہ ہے، موصوف کی مکمل کتاب اور اس کا ترجمہ و تشریح بمعہ تحقیق و تخریج دیکھنے کے لئے درج ذیل کتاب ملاحظہ فرمائیں۔
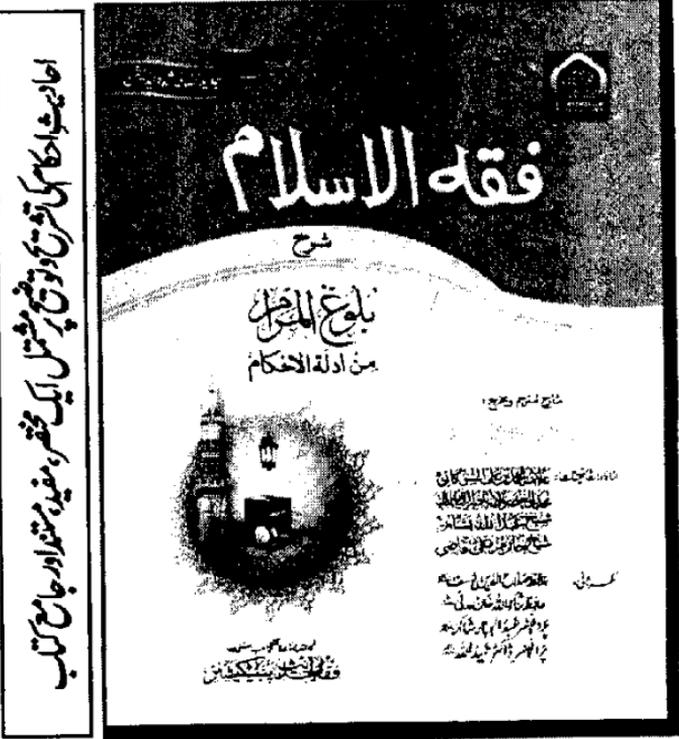
احادیث احکام کی تشریح و تخریج پر مشتمل ایک مختصر، مفید، معتبر اور جامع کتاب

تالیف:
ابوالفضل شہاب الدین احمد بن حجر العسقلانیؒ

شارح مترجم و مخرج:
حافظ عمران ایوب لاہوری

نظر ثانی:
حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ — پروفیسر عبدالجبار شاکر رحمہ اللہ
حافظ ثناء اللہ خان مدنی حفظہ اللہ — پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ رحمہ اللہ

از افادات و تحقیقات:
علامہ محمد بن علی الشوکانی — شیخ عبداللہ بسام
محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی — شیخ حازم علی قاضی

Fiqh-ul-Hadith Publications +92-300-4206199 www.fiqhulhadith.com

چند دیگر اہم کتب

فتاویٰ
نکاح
و
طلاق

فقہ الحدیث

قصص الانبیاء

جنت کی کنجیاں

دعائیں

تفسیر ابن کثیر

﴿ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴾ [القرآن]

”جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔“